بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اداریہ

اشتیاق احمد ظلی

انجمن طلبہ قدیم مدرسۃ الاصلاح نے ترجمان القرآن مولانا حمید الدین فراہی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت اور افکار پر اکتوبر ۱۹۹۱ء میں ایک سہ روزہ سیمینار کا اہتمام کیا تھا۔ یہ ایک کامیاب سیمینار تھا اور مختلف جہات سے اسے ایک منفرد اور یادگار سیمینار تسلیم کیا گیا۔ ہند و پاک کے بے شمار رسائل اور اخبارات میں اس سے متعلق تفصیلی رپورٹیں شائع ہوئیں اور علمی دنیا میں اس کے خوش گوار اثرات محسوس کئے گئے۔ اس میں پیش کئے جانے والے مقالات کا ۵۹۲ صفحات پر مشتمل ایک منتخب اور وقیع مجموعہ "علامہ حمید الدین فراہی۔ حیات و افکار" کے نام سے ۱۹۹۲ء میں شائع ہو کر علمی حلقوں سے خراج تحسین حاصل کر چکا ہے۔ اس سیمینار کا ایک قابلِ ذکر پہلو یہ ہے کہ اس نے ایک طرف علمی دنیا میں مولانا فراہی کے قرآنی فکر سے واقفیت حاصل کرنے کی ضرورت اور اہمیت کا احساس بیدار کیا تو دوسری طرف وابستگان دبستان فراہی کو مولانا کے علمی اور فکری سرمایہ کو اہلِ علم و دانش تک پہونچانے کی شدید ضرورت کا احساس بھی دلایا۔ یہ بات یقیناً بہت خوش آئند ہے کہ اس مدت میں اس محاذ پر خاصی پیش رفت ہو چکی ہے اور مولانا کی کئی کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں اور کئی دوسری کتابیں تیاری اور اشاعت کے مختلف مراحل میں ہیں۔ خدا کرے یہ احساس بیدار رہے اور وابستگان فراہی اپنی اس ذمہ داری کو پوری کر سکیں جو مولانا فراہی کی علمی میراث کے سلسلہ میں ان کے اوپر عائد ہوتی ہے۔ اس طرح وہ عظیم الشان علمی سرمایہ جس کے اندر قرآن فہمی کے کتنے ہی معارف و اسرار پوشیدہ ہیں اہل علم کی دسترس میں آسکے اور اس سے

امت میں قرآن فہمی کا مذاق پیدا ہوا اور کتاب اللہ پر تدبر و تفکر اور اس کی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے اور معاشرہ کو قرآنی تعلیمات کی روشنی میں ڈھالنے کا رجحان مضبوط ہو۔ آمین۔

اس تناظر میں علوم قرآن سے دل چسپی رکھنے والوں کے لئے یہ اطلاع یقیناً بڑی خوش آئند ہے کہ یہ انجمن پھر ایک سمینار کا اہتمام کر رہی ہے۔ یہ سہ روزہ سیمینار انشاءاللہ ۶-۸ اکتوبر ۱۹۹۴ء کو مدرسۃ الاصلاح پر منعقد ہوگا اور اس کا موضوع "نظم قرآن" ہے۔ اس میں شرکت کے لئے ہند و پاک کے طول و عرض سے اس موضوع سے دل چسپی رکھنے والے اہلِ علم و دانش کو مدعو کیا گیا ہے۔ ہم بجا طور پر امید کرتے ہیں کہ یہ بھی ایک کامیاب سیمینار ہوگا اور اس میں پیش کئے جانے والے مقالات اور ان پر ہونے والے مباحثہ کے ذریعہ فہم قرآن کی راہیں آسان ہوں گی اور کتاب عزیز پر غور و فکر اور اس کی ابدی تعلیمات سے واقفیت حاصل کرنے اور ان پر عمل کرنے کے رجحان کو تقویت ملے گی اور اس طرح رجوع الی القرآن کی تحریک مزید توانا اور سرگرم ہوگی۔

قرآنیات سے دل چسپی رکھنے والے اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ نظم قرآن کا تصور کوئی نیا تصور نہیں ہے۔ متعدد علماء سلف اس کے قائل رہے ہیں اور انھوں نے اپنے اپنے انداز میں قرآن مجید کو اس نقطہ نظر سے سمجھنے اور اس کی تفسیر و تشریح کی کوشش کی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ نظم قرآن کا جو وسیع اور ہمہ گیر تصور مولانا فراہی نے دیا اور فہم قرآن کے سلسلہ میں اس کی اساسی اور کلیدی اہمیت کو جس واضح، موثر، مدلل اور پر زور انداز میں پیش کیا حق یہ ہے کہ یہ انھیں کا حصہ ہے اور اس سے پہلے اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ انھوں نے اس تصور کو صرف ایک نظریہ کے طور پر پیش نہیں کیا بلکہ اسے اپنی تصانیف بالخصوص مختلف سورتوں کی تفسیر و تشریح میں نہایت کامیابی سے برتا اور اس کے وسیلے سے اہل علم کو قرآنی علوم و معارف اور اسرار و حکم کے ایک جہان تازہ سے روشناس کیا۔ چنانچہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ تصور نظم قرآن اب بڑی حد تک مولانا فراہی کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے۔

مولانا فراہی کے علمی وفکری ورثہ سے دنیائے علم و دانش کو روشناس کرانے کا کام بنیادی طور پر ان کے تلمیذ رشید مولانا امین احسن اصلاحی نے انجام دیا۔ انھوں نے انکی متعدد کتابوں کو جو تقریباً تمام تر عربی زبان میں ہیں، اردو میں منتقل کیا اور اس طرح ان کی برصغیر کے ان بے شمار شائقین تک رسائی کی صورت پیدا کی جن کے لئے براہِ راست عربی تصانیف سے استفادہ ممکن نہ تھا۔ مزید براں انھوں نے مولانا فراہی کے وضع کردہ اصول کے مطابق قرآن مجید کی تفسیر لکھ کر یہ ثابت کر دیا کہ یہ اصول صرف نظری نہیں ہیں بلکہ یہ تفسیر قرآن کے سلسلہ میں ایسے معارف و حکمتوں تک رسائی کی کلید فراہم کرتے ہیں جو کسی اور طریقہ سے ممکن نہیں ہے۔ چنانچہ اب اہل علم کے ہاتھ میں 'تدبر قرآن' کی شکل میں ایک ایسی تفسیر موجود ہے جو مولانا فراہی کے تصورِ نظم کی روشنی میں قرآن مجید کی تفسیر ایک مربوط اور منظم کلام کی حیثیت سے کرتی ہے جس کی سورتیں اور آیتیں ایک دوسرے سے مربوط، منظم اور ہم آہنگ ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ نظم قرآن کے تصور کو عام کرنے اور علمی دنیا کے سامنے اسے قرآن فہمی کے لئے نہ صرف ایک رہنما اصول کے طور پر پیش کرنے بلکہ اس کا ایک کامیاب ماڈل فراہم کرنے کا سہرا مولانا اصلاحی کے سر ہے۔ اہل علم کے درمیان 'تدبر قرآن' کی مقبولیت اس بات کا ثبوت ہے کہ مولانا فراہی کا تصورِ نظمِ قرآن اب کوئی اجنبی تصور نہیں رہ گیا ہے بلکہ ایک عملی نظریہ اور فعال طرزِ فکر کے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔

یوں تو قرآن مجید صدیوں سے مغربی دانشوری کی تنقید کا نشانہ اور ہر نوع کے الزامات واتہامات کا ہدف رہا ہے لیکن اس کا ایک بڑا الزام قرآن مجید پر یہ رہا ہے کہ وہ ایک غیر مربوط اور غیر منظم کلام ہے اور منتشر اور بکھرے ہوئے بیانات کا مجموعہ ہے۔ جس میں آپس میں کوئی نظم و ترتیب ملحوظ نہیں رکھی گئی ہے۔ اب جناب مستنصر میر کی کتاب COHERENCE IN THE QURAN

ISLAHI'S CONCEPT OF *NAZM*

نے مولانا فراہی اور مولانا اصلاحی کے تصور نظم قرآن کے حوالہ سے اہل مغرب کے سامنے

پہلی بار یہ بات رکھی ہے کہ یہ خیال درست نہیں ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ قرآن مجید شروع سے آخر تک ایک منظم اور مربوط کلام ہے اور اس میں بظاہر نظر آنے والا عدم ارتباط دراصل قلت تدبر کا نتیجہ ہے۔ اس طرح نظم قرآن کے وسیلے سے اہلِ مغرب کے سامنے قرآن مجید اور اس کی تعلیمات کو زیادہ بہتر اور موثر انداز میں پیش کرنے کے امکانات پیدا ہوئے ہیں اور بجا طور پر توقع کی جا سکتی ہے کہ اس کے مثبت نتائج سامنے آئیں گے۔

اس پس منظر میں نظم قرآن کے موضوع پر سیمینار کے انعقاد کا فیصلہ بروقت اور مستحسن ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ اس میں پیش کیے جانے والے فاضلانہ مقالات اور بحث و تحیص کے نتیجہ میں نہ صرف تصور نظم قرآن کے مختلف گوشے نکھر کر سامنے آئیں گے بلکہ تاریخ نظم قرآن، مختلف ادوار میں اس کے قائلین کے نقطہ ہائے نظر اور اس باب میں ان کی خدمت کے معروضی تجزیہ اور موازنہ کی روشنی میں ان کے افکار و تصورات کی صحیح قدر و قیمت بھی متعین کی جا سکے گی۔

۴/اگست ۱۹۹۴ء